الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اکثر علما اسے درست قرار دیتے ہیں۔ یہ متعہ سے بالکل الگ ہے۔ متعہ میں مدت نکاح متعین ہوتی ہے جبکہ مسیار میں مدت کا تعین نہیں ہوتا۔

شیخ صالح المنجد اس بارے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

اللہ سبحانہ وتعالی نے بہت سارے اہداف و مقاصد کے لیے شادی مشروع کی ہے، اس میں کثرت نسل اور نوع انسانی کی حفاظت اور اولاد پیدا کرنا شامل ہے، اور ان مقاصد میں عفت و عصمت اور انسان کو فواحش اور حرام کاموں سے محفوظ کرنا بھی شامل ہے.

اور ان مقاصد میں مرد و عورت کے مابین زندگی کے معاملات اور حالات میں معاونت موانست بھی شامل ہے، اور ان مقاصد میں خاوند اور بیوی میں محبت و مودت اور سکینت و طمانیت بھی ہے، اور اس میں نرمی و عاطفت کے سایہ تلے اولاد کی صحیح اور قوی تربیت بھی شامل ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ، اس نے تمہارے درمیان محبت وہمدردی قائم کر دی یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں الروم (21).

شیخ سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" شادی کے نتیجہ میں مودت و محبت اور رحمت کے اسباب مرتب ہوتے ہیں، چنانچہ بیوی سے استمتاع اور اولاد کی بنا پر لذت اور منفعت اور ان کی تربیت حاصل ہوتی ہے، اور بیوی سے آرام ملتا ہے، اس لیے کسی کے درمیان بھی آپ اس طرح کی محبت و مودت اور رحمت نہیں دیکھیں گے جو خاوند اور بیوی کے مابین ہوتی ہے " انتہی) دیکھیں: تفسیر السعدی: 369/1

ان آخری برسوں میں ایک ایسی شادی ظاہر ہوئی ہے جسے لوگ زواج مسیار کا نام دیتے ہیں، اور یہ نام عام لوگوں کی زبان پر ہے تاکہ عادی طور پر کی جانے والی شادی سے اس کی تمیز ہوسکے.

کیونکہ اس شادی میں مرد بیوی کی جانب وقتا فوقتا جاتا ہے اور اس کے پاس مستقل طور پر نہیں رہتا.

اس کی معروف صورت یہ ہے:

اس میں شادی کے سب ارکان اور ساری شروط پائی جاتی ہیں، لیکن بیوی اپنے کچھ شرعی حقوق اپنے اختیار اور رضامندی سے چھوڑ دیتی ہے مثلا: نفقہ اور بیت یعنی خرچ اور رات بسر کرنا.

اس طرح کی شادی کرنے کے کئی ایک اسباب ہیں:

1 شادی کی عمر سے زائد کو پہنچ جانے والی عورتوں کی کثرت، اور مطلقات اور بیوہ اور مخصوص حالات والی عورتوں کی کثرت ہونا.

2 بہت ساری بیویاں تعدد یعنی خاوند کو ایک سے زائد شادیاں کرنے کی مخالفت کرتی ہیں، اس کی بنا پر خاوند اس طرح کی شادی کرنے پر مجبور ہوتا ہے تاکہ پہلی بیوی کو اس کا علم نہ ہوسکے.

3 بعض مردوں کا عفت و عصمت کا حصول اور حلال فائدہ حاصل کرنے کی رغبت جوان کے مخصوص حالات کے موافق ہو.

4 بعض لوگوں کا شادی کے اخراجات اور ذمہ داریوں سے بھاگنا، اس کی وضاحت اس سے ہوتی ہے کہ اس طرح کی شادی کرنے والے کم عمر کی نوجوانوں کی نسبت زیادہ ہے.

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ نکاح کی یہ صورت ایک مثالی اور مطلوبہ صورت نہیں، لیکن اس کے باوجود یہ اس وقت صحیح ہوگی جب اس میں شادی کی شروط اور ارکان پائے جائیں: مثلا رضامندی، اور ولی اور گواہوں کی

. موجودگی لئے شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے یہی فتوی دیا ہے

. اس لیے کہ عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ شرعی طور پر مقرر کردہ اپنے سارے یا کچھ حقوق ساقط کردے، جن میں خرچ اور رہائش اور رات بسر کرنے کی تقسیم شامل ہے

: صحیح بخاری اور مسلم میں حدیث وارد ہے کہ

"سودہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو ہبہ کردی تھی"

اگر شرعی طور پر یہ جائز نہ ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی اس کو تسلیم نہ کرتے، اور ہر وہ شرط جو عقد نکاح کی جوہری غرض اور اصلی مقصد میں اثرانداز نہ ہوتی ہو تو وہ شرط صحیح ہے، نہ تو وہ عقد نکاح میں مخل ہوتی ہے اور نہ ہی اسے باطل کرتی ہے.

: مجمع الفقھی کا فیصلہ ہے

: مجمع الفقہ الاسلامی کے مکہ مکرمہ میں منعقد اٹھارھویں اجلاس میں درج ذیل قرار پاس کی گئی"

مجمع الفقھی اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ شادی کے نئے عقد اگرچہ اس کے نام اور اوصاف اور صورتیں مختلف ہیں کو شریعت مطھرہ کے مقرر کردہ قواعد وضوابط کے تابع ہونا چاہیے اور اس میں ارکان اور شروط پوری ہوں اور" موانع سے خالی ہوں.

: ہمارے دور عصر حاضر میں لوگوں نے بعض یہ عقد ایجاد کرلیے ہیں جس کے احکام ذیل میں بیان ہیں

. ایسا عقد زواج جس میں عورت رہائش اور خرچ اور تقسیم یا کچھ دوسرے حقوق راضی وخوشی ختم کردے کہ مرد جب چاہے دن یا رات میں اس کے پاس آسکتا ہے

. اور یہ اسے بھی شامل ہے کہ ایسا عقد نکاح جس میں عورت اپنے گھر والوں کے ساتھ میکے میں ہی رہے اور جب چاہیں دونوں عورت کے میکے یا کسی اور جگہ مل لیں اس طرح کہ خاوند بیوی کو نہ تو رہائش دے اور نہ ہی خرچ

یہ دونوں عقد اور اس طرح کے دوسرے عقد اس وقت صحیح ہونگے جب اس میں شادی کے ارکان اور شروط ہوں، اور کوئی مانع نہ پایا جائے، لیکن یہ خلاف اولی ہے" اھ

: اور اس خاوند نے بعض مصلحتوں کو ثابت کرلیا جو مرد اور عورت دونوں کے لیے ہیں

: اس طریقہ پر شادی کرنے والی کچھ عورتیں کہتی ہیں

اس شادی میں بہت سارے حقوق کو چھوڑے جاتے ہیں جو کہ عورت صرف اس لیے چھوڑتی ہے کہ وہ کسی ایسے انسان سے شادی کرسکے جس سے وہ راضی ہو کہ وہ اسے کچھ اطمنان اور خوشی اور شخصی آزادی اور مستقبل کی" امیدیں اور نیک وصالح اولاد مہیا کرسکے، ان حقوق کے چھوڑے جانے کے باوجود میں اس خاوند پر اعتراض نہیں کرتی اور مطالبہ کرتی ہوں کہ معاشرے میں اس کے متعلق راہنمائی پھیلائی جائے تاکہ لوگ اس کا معنی اور اس " کے اسباب اور حالات اور فوائد ونقصانات کو سمجھ سکیں

: اور ایک دوسری عورت اس طرح کی شادی کرنے میں اپنی کامیابی بیان کرتے ہوئے کہتی ہے

" میں اس سے زیادہ سپنے نہیں دیکھ سکتی، اور اللہ نے مجھ پر جو بھی نعمت کی ہے میں اس کا شکر ادا کرتی ہوں

: اور تیسری عورت جو اس طریقہ پر شادی کرچکی ہے اس کا کہنا ہے

میں بالکل صراحت کے ساتھ کہتی ہوں کہ میرا یہ تجربہ کامیاب رہا ہے اور میں اپنے نفسی استقرار کو پاچکی ہوں، میرا اعتقاد ہے کہ طرفین میں مکمل پختگی اور ہم آہنگی کے ہوتے ہوئے معاشرے میں اس کی تطبیق ممکن ہے، " اسی طرح جب عورت معین حالات میں ہو (مثلا شادی کی عمر سے زیادہ عمر، یا پھر بیوہ، یا مطلقہ یا وہ عورت جو مناسب خاوند نہیں پاسکی) اپنے آپ کو حرام کام میں پڑنے یا پھر بغیر خاوند کے زندگی گزارنے سے محفوظ رکھ سکتی ہے.

: اور چوتھی کا کہنا ہے

. مسیار شادی کا تجربہ قلیل سے عرصہ سے کرچکی ہوں میں کہتی ہوں کہ یہ تجربہ نوے فیصد (90) کامیاب ہے لیکن شرط یہ ہے کہ طرفین متفق ہوں اور ہم آہنگی ہو

: ہم یہ انکار نہیں کرتے کہ اس شادی کی وجہ سے کچھ نقصانات بھی ہو رہے ہیں

. ہوسکتا ہے اس صورت میں شادیاں کرنے سے متعہ کی مارکیٹ میں تبدیل ہوجائے، اور مرد ایک عورت سے دوسری عورت کی طرف منتقل ہوتا رہے، اور اسی طرح عورت بھی ایک مرد سے دوسرے مرد کی طرف 1

. خاندان اور فیملی کے مفھوم میں مکمل طور پر خلل پیدا ہونا، کیونکہ نہ تو مکمل رہائش ہوتی ہے، اور نہ ہی خاوند اور بیوی میں مکمل مودت ومحبت 2

اس قسم کی شادی میں عورت مرد کی نگرانی کو نہیں سمجھ سکتی ہوسکتا ہے وہ محسوس کرے کہ مرد اس پر نگران نہیں، جس کے نتیجہ میں اس کے سلوک میں خرابیاں پیدا ہوں اور اس طرح وہ اپنے آپ کو بھی اور معاشرے کو 3

.بھی نقصان دے سکتی ہے

.اولاد کی تربیت صحیح اور محکم طریقہ سے نہیں ہو سکتی اور وہ مکمل نشوونما نہیں کر سکتے، جس سے انکی شخصیت پر سلبی اثر ہوگا

.ان محتملہ نقصانات کے پیش نظر اور اس صورت کی شادی کے احتمالات کی بنا پر یہ شادی مثالی نہیں ہو سکتی، لیکن بعض حالات اور مخصوص ظروف والے لوگوں کے لیے یہ مقبول رہے گی

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 2 کتاب الصلوۃ

محدث فتویٰ کمیٹی